

## بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين و صلی الله علی سیدنا محمد و آلہ الطاہرین

”فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتُهُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ ُجُوہَمُ وَ أَدْبَارَہُمْ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ أَتَبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهُ وَ كَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ”  
ہماری گفتگو اس آیت کریمہ کے بارے میں تھی، بحث اس میں تھی کہ ”یَضْرِبُونَ ُجُوہَمُ وَ أَدْبَارَہُمْ“ سے کیا مراد ہے؟ بیان ہوا کہ اس ”ُجُوہَمُ وَ أَدْبَارَہُمْ“ سے مراد ظاہری چہرہ اور نشیمن گاہ نہیں ہے، بلکہ یہ کنایہ ہے پورے بدن کے لئے، یعنی پورے بدن پر مارا جائے گا اور بدن میں کوئی ایسا حصہ نہیں ہے جسے گا جہاں مارا نہ ہو۔

اس کے بعد یہ گفتگو تھی کہ آیا کافر اور مشرک کا بھی ظاہری بدن ہے جس پر مارا جاتا ہے؟ یا نہیں بلکہ وفات پانے کے بعد ہے اور یہ ”وجوه“ اور ”ادبار“ روح کے بارے میں ہے، وہاں پر یہ عرض ہوا کہ آیت شریفہ کا ظاہری ہے کہ کفار اور مشرکین کی وفات پانے کی کیفیت یہ ہے کہ فرشتے انہیں مار مار کر ان کی جانیں نکل جاتی ہیں۔

اب یہاں پر بعض روایات میں ابن عباس سے یادوں سے یہ نقل ہے کہ ”أَنَّ الْمُشْرِكِينَ كَانُوا إِذَا أَقْبَلُوا بِوُجُوهِهِمْ إِلَى الْمُسْلِمِينَ ضَرَبُوا وُجُوهَهُمْ بِالسَّيْفِ“ مشرکین جب مسلمانوں پر حملہ کرتے تو تلوار سے ان کے چہروں پر مارتے تھے ”وَإِذَا وَادَوا لَوْ“ جب مسلمان فرار کرتے تو ”إِذَا وَلَوْا ضَرِبُوا أَدْبَارَهُمْ فَلَا جُرْمَ قَابِلُهُ اللَّهُ بِمِثْلِهِ فِي وَقْتِ خَرْجِ أَرْوَاحِهِمْ“ انہیں ان کے پیچھے سے مارتے تھے، یہ بات صحیح نہیں ہے! واضح ہے کہ قابل قبول بات نہیں ہے، آیت میں کافر کے قبض روح کی وقت کی بات ہو رہی ہے اور وہاں تلوار سے مارنے سے اس کا کوئی ربط ہے۔

ابن عباس کے اس قول پر پہلا اشکال تو یہ ہے کہ یہ بات اس نے پیغمبر اکرم ﷺ سے نقل نہیں کیا ہے بلکہ اس نے اپنی طرف سے بولا ہے، اگر ہم ان کی تمام باتوں کو قبول بھی کر لیے تو ان کی یہ بات تو صحیح نہیں ہے۔

ظالم، کافر اور مشرک کے قبض روح کے بارے میں مورد بحث آیت کریمہ کے علاوہ یہ آیات بھی ہیں: ”وَلَوْ تَرَى إِذْ يَتَوَفَّ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ ُجُوہَمُ وَ أَدْبَارَہُمْ وَ دُوْقُوا عَذَابَ الْحَرَقِ“ ایک اور آیت یہ ہے ”وَ مَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبَا“ اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو خدا پر جھوٹا الزام لگائے ”أُنْ قَالَ أُوْحَى إِلَيَّ فَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ“ وہ کہتا ہے مجھ پر اس طرح وحی ہوئی ہے لیکن حقیقت میں اس پر کوئی چیز وحی نہیں ہوئی ہے ”وَ مَنْ قَالَ سَأَنْزَلُ مِثْلُ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ“ اور جو یہ کہتا ہے کہ میں بھی خدا کی طرح کتاب نازل کر سکتا ہوں، مجمع البیان میں مرحوم طبرسی نے لکھا ہے : ”نَزَّلَ فِي مُسِيلَمَةَ حِيتَ ادْعَى النَّبُوَةَ“ یہ آیت کریمہ مسیلمہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب اس نے نبوت کا دعوا کیا تھا، اور بعض دوسروں نے کہا ہے کہ آیت عبد اللہ بن سعد بن ابی صرح کے بارے میں ہے ”كَانَ يَكْتُبُ الْوَحْيَ لِلنَّبِيِّ فَكَانَ إِذَا قَالَ لَهُ اكْتَبْ عَلِيًّا حَكِيمًا كَتَبَ غَفُورًا رَّحِيمًا“ عبد اللہ بن سعد بن ابی صرح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کا کاتب وحی تھا، جب پیغمبر اکرم نے اسے ”عَلِيًّا حَكِيمًا لَكَهْنَى كَوْفِرْمَاتَاتُوْوَهُ“ غَفُورًا رَّحِيمًا لکھتا تھا، یا پیغمبر اکرم ﷺ اسے ”غَفُورًا رَّحِيمًا“ لکھنے کا

فرماتے توہہ "عَلِيْمًا حَكِيمًا" لکھتا ہے "وارتدو لحق بمکة" اس کے بعد وہ مرتد ہو کر مکہ چلا گیا اور دوبارہ مشرکین سے جاملے اور ان سے کہنے لگے : "سَأَنْزَلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ" ۔

ہماری موربھث آیت کریمہ کا آخری حصہ ہے کہ فرماتا ہے : "وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ" ظالمین موت کی سختیوں میں ہیں، یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے کہ جو شخص ظالم ہو، فرق نہیں ظالم اعتقادی ہو جیسے کفار اور مشرکین کہ اعتقادی لحاظ سے ظالم ہیں، باعمل کے لحاظ سے ظالم ہوں جیسے فاسق کہ بعض روایات میں نقل ہوا ہے کہ یہ آیت کریمہ بنی امیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، معاویہ اور اس کے تابعین اور پیروکار اس میں شامل ہیں 'غَمَرَاتِ الْمَوْتِ' موت کی سختیاں ہیں "وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ" فرشتے اپنے باتھ بڑھائے ہوئے کفار اور ظالمون سے کہہ رہے ہیں "أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمْ" اپنی جان کو نکال لو "الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوَنِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْلُوْنَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ" الیوم یعنی آج قبض روح کے دن تمہیں رسوکرنے والی عذاب دیا جائے گا کہ روایات میں نقل ہوا ہے کہ جہنم سے ایک پینے والی چیز کو لایا جائے گا اور اسے پلائے گا جس کی وجہ سے اس کی پیاس اور عطش قیامت تک باقی رہے گا، یہ سب اس لیے ہے کہ تم نے خدا سے جھوٹی بیانات نسبت دی اور الزامات لگائے "وَكُنْتُمْ عَنِ آيَاتِهِ تَسْكِبِرُونَ" اور خدا کی نشانیوں سے انکار اور تکبر کیا تھا۔

اسی طرح یہ آیت بھی ہے "الَّذِينَ تَنَوَّفَّهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ فَأَلْقَوْا السَّلَمَ" ۔

تفسیر بربان میں ایک مفصل روایت ہے آیت کریمہ کے مطالب واضح ہونے کے لئے اس میں سے بعض کوہیان پر بیان کروں گا آیت کریمہ کا ظاہر یہی ہے کہ جب قبض روح شروع ہوتا ہے تو اسی وقت کافر کے ظاہری بدن پر مارا جاتا ہے اگرچہ ہم اس مارنے کو متوجہ نہ ہو جائے، بعض روایات میں ہے کہ بعض اوقات محتضر کے اطراف میں لوگ بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کتنی آسانی سے جان دیے دی، ان کو خبر نہیں ہے کہ اس محتضر کے ساتھ کیا گزر رہا ہے اور کن سختیوں سے وہ گزر رہا ہے، اس کی آواز کوہم زندہ لوگ نہیں سن سکتے لیکن دوسرے سن رہے ہوتے ہیں، اسی وقت سے سخت عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں "وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ" موت کی سختیاں اسی قبض روح کے وقت سے ہی ہے، ساری پریشانیاں اسی وقت سے ہے، یہ روایت جابر بن یزید جعفری سے نقل ہے کہ جابر بن یزید جعفری ثقہ ہے، اگرچہ شہید صدر رضوان اللہ علیہ اپنے بحث اصول میں ان پرایک اشکال کیا ہے لیکن ہم نے ان کی اس اشکال کا جواب دیا ہے، جابر بن جعفری امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا : "إِذَا أَرَادَ اللَّهُ قَبْضَ الْكَافِرِ" جب خدا کسی کافر کا قبض روح کرنا چاہتا ہے "فَالْ يَا مَلَكُ الْمَوْتِ انْطَلَقْ أَنْتَ وَأَعْوَانُكَ إِلَى عَدُوِّي" ملک الموت سے فرماتا ہے: تم اپنے اعوان و انصار کے ساتھ میرے دشمن کے پاس چلے جاؤ "فَإِنِّي قَدْ أَبْلَيْتُهُ فَأَحْسَنْتُ الْبَلَاءَ وَ دَعْوَتُهُ إِلَى دَارِ السَّلَامِ فَأَبَى" میں نے اسے اسلام اور بہشت کی طرف دعوت دی، وہ خود اس طرف نہیں آیا ہے "إِلَّا أَنْ يَشْتَمِنِي وَ كَفَرَ بِي وَ بِنِعْمَتِي" اس نے مجھ سے بذبانی کی اور میری نعمتوں کو فراموش کیا "وَشَتَّمَنِي عَلَى عَرْشِي" میرے اتنی عظمت اور قدرت کے باوجود اس نے مجھے کالی گلوچ دی "فَاقْبِضْ رُوحَهُ حَتَّى تَكُنْ بِهِ فِي النَّارِ" اس کے روح کو قبض کرلوتا کہ اسے جہنم میں ڈال دیں "فَيَجِئُهُ مَلَكُ الْمَوْتِ" اس وقت ملک الموت اس کے پاس آتا ہے "بِوْجِهِ كَرِيمِي كَالْحَ" ایک بہت ہی ترش رو چہرہ کے ساتھ اس کے پاس آتا ہے "عَيْنَاهُ كَالْبَرْقِ الْخَاطِفِ" اس کافر کے لئے ملک الموت کی انکھیں گرج چمک کی طرح ہے ایسی گرج کہ اسے حیران و سرگردان کرے "وَصَوْتُهُ كَالْرَعْدِ الْقَاصِفِ" اور اس کی ایک ڈرائیں گواز ہے "لَوْنَهُ كَطْعَ الْلَّيْلِ الْمُظْلِمِ" اس کا رنگ رات کی تاریکی کی طرح سیاہ ہے "نَفْسُهُ كَلَبِ النَّارِ" وہ جوسانس لے رہا ہوتا ہے ایسا لگتا ہے جیسے زیان سے آگ کا شعلہ نکل رہا ہو "رَأْسُهُ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَ رِجْلُهُ فِي الْمَشْرِقِ وَ رِجْلُهُ فِي الْمَغْرِبِ وَ قَدَمَاهُ فِي الْهَوَاءِ مَعَهُ سَقْوَةً كَثِيرًا الشُّعُبِ" سرآسمان پر اور ایک پاؤں مغرب کی طرف اور دوسرا پاؤں درمیان میں لٹکے ہوئے "مَعَهُ خَمْسِمَائِيَّةُ مَلَكِ أَعْوَانَا" اس کے ساتھ اس کے پانچ سو (۵۰۰) ساتھی ہیں "مَعَهُمْ سِيَاطٌ مِنْ قَلْبِ جَهَنَّمَ" اور ان میں سے ہر ایک جہنم سے ایک نیزہ ساتھ لیا ہوا ہے ۔

ان سب کے ساتھ جہنم کا خزانہ دار فرشتہ بھی آتا ہے "يَقَالُ لَهُ سَحْقَطَائِيلُ" جس کا نام سحق طائیل ہے "فَيَسْقِيْهُ شَرَبَةً مِنَ النَّارِ لَا يَزَالُ مِنْهَا عَطْشَانًا حَتَّى يَدْخُلُ النَّارَ" اور اسے ایک شربت پلاتا ہے جو اسے بہت ہی پیاسا کرتا ہے اور جہنم میں داخل

ہونے تک ایسا ہی رہے گا" **فَإِذَا أَنْظَرَ إِلَيْ مَلِكُ الْمَوْتِ شَخْصًا بَصَرًا وَطَارَ عَقْلًا**" جب ملک الموت اس شخص کی طرف دیکھتا ہے تو یہ حیران اور سرگردان اور پاکلوں جیسا ہو کر کہتا ہے: **يَامَلِكِ الْمَوْتِ ارْجِعُونِي قَالَ فَيَقُولُ مَلِكُ الْمَوْتِ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَاتِلُهَا** اے ملک الموت مجھے واپس پلٹا دو، اس وقت ملک الموت کہے گا: یہ ہرگز نہ ہونے والا کام ہے، یہ تمہاری بیہودگی ہے جو زبان سے جاری کر رہے ہو" **فَيَضْرِبُهُ بِالسَّعْدُودِ ضَرِبَةً فَلَا يَبْقَى مِنْهُ شَعْبَةٌ إِلَّا أَنْشَبَهَا فِي كُلِّ عِرْقٍ وَمَفْصِلٍ**" ملک الموت لوہی کے سوئیوں والی ایک صفوڈ سے اس کافر کے بدن پر اس طرح مارتا ہے کہ بدن کا کوئی نص باقی نہیں بچتا جس میں یہ سوئی داخل نہ ہوئی ہو! **لَمْ يَجِدْهُ جَذْبَةٌ فَيَسْلُ رُوحَهُ مِنْ قَدْمَيْهِ بَسْطًا** جب اس کافر کو اس چیز سے مارتا ہے اس کے بعد جلدی جلدی سے نکالنا شروع کرتا ہے" **فَإِذَا بَلَغَتِ الرُّكْبَتَيْنِ**" اسی دوران اس کا روح نکل کر اس کے رانوں تک پہنچ جاتا ہے" **أَمْرَأَعْوَانَهُ فَأَكْبُوا عَلَيْهِ بِالسَّيَاطِ ضَرْبًا**" روایت کا ظاہر یہ ہے کہ پہلے خود ملک الموت شروع کرتا ہے جب روح کچھ نکل جاتا ہے اور رانوں تک پہنچ جاتا ہے تو اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے اب تم مارنا شروع کرو! **لَمْ يَرْفَعْهُ عَنْهُ فَيُنْدِيْهُ سَكَرَاتَهُ وَغَمَرَاتَهُ قَبْلَ خُرُوجَهَا** اس طرح بدن سے روح نکلنے سے پہلے وہ سکرات موت اور موت کی سختیوں کو تحمل کرتا ہے" **كَانَمَا ضَرُبَ بِالْفِ سَيْفِ**" گویا بزار تلواروں سے اس کے بدن پر مارا ہے" **فَلَوْ كَانَ لَهُ قُوَّةُ الْجَنِّ وَالْإِنْسَ لَاشْتَكَى كُلُّ عِرْقٍ مِنْهُ عَلَى حِيَالِهِ** -

یہ سب فرینہ ہے آیت کریمہ کے لئے کہ اس میں" **يَضْرِبُونَ فُجُوْهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ**" سے مراد پورا بدن ہے اگر یہ روایت نہ ہوتی تب بھی خود آیت کریمہ سے بھی استفادہ ہوتا ہے کہ" **يَضْرِبُونَ فُجُوْهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ**" اسی ظاہری بدن کی نسبت ہے اور سورہ انعام کی آیت جو بیان ہوا اس میں سارے ظالمنین شامل ہیں یہ صرف کفار اور مشرکین سے مخصوص نہیں ہے، اگرچہ اس روایت میں کافر کے قبض روح کی بارے میں بتایا ہے، البتہ یہ واضح ہے کہ کافر کا قبض روح دوسروں سے زیادہ شدید ہے، لیکن یہ سب مراتب کے اختلاف کے ساتھ آیات کریمہ میں شامل ہیں ۔

حقیقتاً ہم بہت سارے مطالب سے بے خبر ہیں، ہمیں معلوم نہیں ہے کہ مؤمن کے قبض روح کیسے ہوگا، کافر کا قبض روح کیسے ہے؟ فقط انہیں روایات سے ہم ان کے بارے میں کچھ جزئیات کو جان لیتے ہیں" **فَإِذَا أُتِيَ بِرُوحِهِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا أَغْلَفَتْ عَنْهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ**" جب اس کی روح کو دنیا کے آسمان پر لے جاتے ہیں تو انسانوں کے دروازے بند ہو جاتے ہیں کہ سورہ اعراف میں ہے" **لَا تُنَقْتَلُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ**" آسمان سے خطاب آتا ہے" **يَقُولُ اللَّهُ رُدُّهَا عَلَيْهِ**" اسے اسی زمین کی طرف واپس پلٹا دو" **فَمِنْهَا خَلَقْتُهُمْ وَفِيهَا أَعْيَهُمْ وَمِنْهَا أَخْرِجُهُمْ وَمِنْهَا تَارَةً أُخْرَى**"

ہم نے عرض کیا" **الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَالِمِي أَنْفُسِهِمْ**" یہ آیت کریمہ مستکبرین کے بارے میں ہے اور" **وَلَوْ تَرَى إِذْيَتَوْفَى الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ فُجُوْهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ**" کافروں کے بارے میں ہے، لیکن یہ آیت کریمہ" **فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ فُجُوْهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ أَتَبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهُ**" قبض روح کرنے کے لئے فرشتے انہیں مارتے ہیں یہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے ان باتوں کی اتباع کیا ہے جو خدا کو ناراض کرنے والی ہیں، اور خدا کو ناراض کرنے والے کاموں کو انجام دیا ہے اور خدا کے پسندیدہ امور کو ترک کیا ہے، بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ ان کی چہروں پر اس وجہ سے مارتے ہیں کہ انہوں نے گناہ کی طرف روکیا تھا، گناہ ایک ایسی چیز ہے کہ جس میں خدا کی ناراضگی ہے، شرک، فسق اور برگناہ خدا کے غضب اور ناراضگی کا سبب ہے اسی وجہ سے ہے کہ بعض روایات میں ہے کہی بھی گناہ کو چھوٹا نہ سمجھو کیونکہ ممکن ہے اسی چھوٹے گناہ میں خدا کی ناراضگی ہو، اگر انسان کوئی ایسا کام انجام دے جس میں خدا کی ناراضگی ہو تو قبض روح کے وقت وہ ایسے ہی عذاب کا مستحق ہوتا ہے اور اگر کسی کام میں خدا کی خوشنودی ہو اور اسے انجام نہ دے تو وہ بھی قبض روح کے وقت اسی طرح کے عذاب کا مستحق ہو گا، آیت کریمہ میں" **ذَلِكَ عَلَتْ كَيْوَنَكَهُ مَمْكُنٌ** ہے اسی چھوٹے گناہ میں خدا کی ناراضگی ہو، ایسا کام کو انجام دیا ہے، کیوں ان کے چہروں اور پیشتر پر مارا جاتا ہے؟" **لَا يَمْ عَلَوْا بِالْتَّبَعَوْا مَا سَخَطَ اللَّهُ**" کیونکہ انہوں نے ایسے کام کو انجام دیا ہے جس میں خدا کی ناراضگی ہے، یہ تعلیل عام ہے یعنی جو بھی ایسا کام انجام دیے جس میں خدا کی ناراضگی ہوں اسے ایسی ہی عذاب کے لئے تیار ہونا چاہئے کہ مرتے وقت وہ ایسی ہی بلاقی میں گرفتار ہوں گے، اسی طرح یہ آیت بھی ہے: " **وَمَنْ أَظْلَمُ مِنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوْحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ**" امام باقر علیہ السلام سے ایک روایت ہے کہ فرماتا ہے: " **وَمَنْ ادْعَى إِمَامَ دُونَ الْإِمَامِ**" جو شخص امام نہیں ہے اور امامت کا دعوا کرے، یہ بولے کہ میں خدا کی طرف

سے امام ہوں، وہ بھی اسی عذاب کا مستحق ہے، امام نے ایک واضح مصدق کو بیان فرمایا ہے، میں یہاں یہ عرض کروں گا کہ آیت کریمہ سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی ایسی چیز کو اسلام کے ساتھ لگا لیں اور یہ بولیں کہ اسلام یہ بتاتا ہے لیکن حقیقت میں اسلام میں کوئی ایسی چیز نہ ہو، چونکہ فرماتا ہے **وَمَنْ أَظْلَمُ مِنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبَاً** "قرآن کریم میں ایک بہت ہی اہم چیز جو خدا کی ناراضگی کا سبب ہونے کو بتایا ہے یہ ہے کہ انسان خدا سے جھوٹا لزام لگائے اور کسی حلال چیز کو حرام قرار دے اور کسی حرام کو حلال قرار دے۔

اس مطلب کو ہم یوں بھی بیان کر سکتے ہیں کہ "لَا يَنْهِمُ عَمَلُ الظَّالِمِ مِنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبَاً" اس کا ایک مصدق "مِنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبَاً" ہے یعنی خدا کو ناراض کرنے والی چیزوں میں سے ایک یہ ہے کہ جاہل انسان جو دین کے بارے میں کچھ نہیں جانتا وہ یہ بولیے کہ اسلام یہ بتاتا ہے، افسوس کے ساتھ کہنا پڑھتا ہے کہ ہمارے زمانے میں یہ بہت زیادہ واقع ہوا ہے ایک طلبہ جو طلبگی کے ابتدائی سالوں میں ہے وہ اگر فتویٰ دینا چاہئے، تو اسی "عَمَلُ الظَّالِمِ مِنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبَاً" کے مصادیق میں سے ہوگا، اس کا فتوایہ بغير علم ہے، اس مسئلہ کے بارے میں اس نے کچھ پڑھا ہی نہیں ہے یا پڑھا ہے تو غور و فکر نہیں کیا ہے تحقیق نہیں ہوا ہے اور فتویٰ دین تو "افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبَاً" کے مصدق بن جائے گا۔

البته بعض فقہاء اور مجتہدین ہیں کہ ذہن میں موجود قواعد اور اصول کے مطابق ایک نتیجہ لیتا ہے اور فتوایتا ہے تو یہ فتوایہ بغير علم نہیں ہے بلکہ علم کے ساتھ ہے لیکن جو شخص ان چیزوں کو نہیں جانتا، مثلاً حجاب کے بارے میں بعض نے یہ بتایا کہ قرآن کریم میں چادر کے نام سے کوئی چیز نہیں ہے، افسوس کے ساتھ کہنا پڑھتا ہے کہ حوزہ علمیہ سے بھی بعض طلاب نے ایسا بیان دیا تھا، یقیناً میں ان افراد کے آیندہ کے بارے میں خوف ہونا چاہئے، ایک جواب طلبہ جو اپنی ابتدائی جوانی کے دور میں یہ بتائیں کہ قرآن میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے، اور اس باطل مطلب کی تایید کریے، درحالیکہ قرآن کریم میں صریحاً سورہ مبارکہ احزاب میں خدا نے چادر کے بارے میں بیان فرمایا ہے تو یہ سب "مِنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبَاً" کے مصادیق میں سے ہیں۔

پس نتیجہ یہ ہوا کہ ہم آیت کریمہ کے ذیل سے یہ استفادہ کرتے ہیں کہ قبض روح کے وقت کی یہ سختیاں صرف مشرک اور کافروں کے لئے نہیں ہے، بلکہ یہ ان سب کے لئے ہیں جو خدا کو ناراض کرے اور کوئی ایسا کام انجام دیں جس میں خدا کی ناراضگی ہو۔

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّاهِرِينَ